قرآنی سیرت نگاری میں ڈاکٹر محمد علی الہاشمی کا منہج

(شخصیۃالرسول و دعوتہ فی القرآن کا تعارفی و تنقیدی مطالعہ)

Dr. Muhammad Ali Al-Hashemi's Method in Qur'anic Sirah Writing: An Introductory and critical study of šẖkṣyh ālrswl w dʿwth fi ālqrān

Asifa Aslam
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, GC University, Faisalabad:
asifakiran7@gmail.com

ABSTRACT

From the earlier period of Islam, The study of Religious invitational activities of the Holy Prophet (P.B.U.H) had been a part of the books of Muslim Scholars and Sirah writers. But in the contemporary age, due to many reasons such as, Being The Holy Prophet (P.B.U.H) religious claimant & preacher, Islam as Da'wah and preaching religion, appearance of different advocacy movements in 20th century, The study of Dawat-e-Nabvi has got a special position in Sirah writing. The Qur'anic Sirah writing is newly emerged trend & some an eminent scholars tried to illustrate all aspects of the life of the Holy Prophet (P.B.U.H) as recorded in the Qur'an. This research paper aims to study Shaksiyat-e-Rasool wa Dawatahoo fil Qur'anil Karim of famous Sirah writer Dr. Muhammad Ali Al-Hasehmi who attempted to portray the Dawat-e-Nabvi based on Qur'anic studies. An Introductory & an analytical study of the book concludes that moral and advocacy attributes of prophet, various styles and characteristics of his claimantry mission are present on Qur'anic studies and the author achieved his objectives through the application of his methodology.

Keywords: Sirah writing, Qur'anic Sirah writing, Modern trends of Sirah writing.

اسلامی تعلیمات کی رُو سے دعوت و تبلیغ کے فریضے کو اُمتِ مسلمہ پر واجب ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل رہی ہے چنانچہ جس طرح داعیانِ حق نے آپ ﷺ کے منہج دعوت کو ملحوظ رکھا۔ اسی طرح آئمہ سیرت کے ہاں مطالعہ دعوت نبوی ﷺ سیرت نگاری کا ایک موضوع رہا ہے لیکن عصرِ حاضر میں مختلف اسباب و وجوہات جیسے نبی اکرم ﷺ کے داعی و مبلغ ہونے، اسلام کے دعوتی و تبلیغی مذہب ہونے اور اس میں دعوت و تبلیغ کو خصوصی اہمیت حاصل ہونے نیز بیسویں صدی میں مختلف داعیانہ تحریکوں کے نمودار ہونے کی وجہ سے شخصیت النبي کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی دعوتی سرگرمیوں کا مطالعہ ایک خاص حیثیت اختیار کر گیا ہے اور قرآنی سیرت نگاری جو سیرت نگاری کا ایک جدید رجحان ہے اس میں جہاں آپ ﷺ کی جامع و زمانی حیات نبوی کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے وہیں سیرت نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کو منتخب کر کے بطورِ خاص موضوعِ قلم بنایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک دعوتِ نبوی ﷺ ہے۔

سیرت قرآنیہ میں جن لوگوں نے خاص طور پر دعوت نبوی ﷺ کو موضوع قلم بنایا۔ ان میں سے ایک شخصیت ڈاکٹر محمد علی ہاشمی (متوفی ۲۰۱۵ء) کی ہے آپ جامعہ اسلامیہ امام محمد بن سعود کے اکابر اساتذہ میں سے ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔[1] سیرت قرآنیہ میں دعوت نبوی ﷺ پر ان کی کتاب "**شخصیة الرسول و دعوته في القرآن**" ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اس کتاب کے تعارفی مطالعہ، منہج و اسلوب کے جائزے اور تنقیدی مطالعہ پر مشتمل ہو گا۔

تعارفی مطالعہ:

زیرِ جائزہ کتاب "**شخصیة الرسول و دعوته في القرآن**" کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے جسے دارالسلام پبلی کیشنز، قاہرہ کی جانب سے 2013ء میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کے 236 صفحات ہیں اور اس میں ۲ مقدمات اور ۴ فصول ہیں۔

کتاب کے مقدمات محمد علی ہاشمی کے تحریر کردہ ہیں۔ ان میں قرآن کی عظمت و فضیلت، قرآن مجید کے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت و دعوت کے مستند ترین ماخذ ہونے، نوجوان نسل کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت اور دعوت کے مطالعہ کی اہمیت اور اسباب تصنیف پر مشتمل ہیں۔

محمد علی ہاشمی نے قرآن کے مستند مآخذِ سیرت ہونے، قرآن اور رسول اللہ ﷺ سے محبت و وابستگی

---

[1].http//www.hachmi.com/TheBiographyByDrMuhammadAliAl-Hashemi,Oct10,2022,8 P.M.

اور کتب سیرت میں کمزور و مشکوک روایات کے موجود ہونے، روایتی سیرت نگاری و یورپی و سوانحی طرز سے ہٹ کر جدید نہج (قرآنی منہج) پر کتاب لکھنے کی خواہش جیسے اسباب کو اس کی وجہ تصنیف قرار دیا ہے۔[2]

فصل اول میں داعی اور رسول کی پہلی خصوصیت بشریت، عربوں میں نبی اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے کی حکمت، عربوں کو آپ ﷺ کی نبوت کی بدولت حاصل ہونے والی فضیلت اور آپ ﷺ کے اخلاقی و داعیانہ اوصاف کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے۔

فصل کی ابتدا میں، داعی و پیغمبر کی پہلی خصوصیت بشریت پر گفتگو کی گئی ہے اور اس ضمن میں کفارِ مکہ نے نبی کے بارے میں مافوق البشر ہستی کا تصور پیش کر کے آپ ﷺ کی شخصیت پر جو مختلف اعتراضات کیے جیسے رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے، بشری عوارض لاحق ہونے، آپ ﷺ کے فرشتہ نہ ہونے، آپ ﷺ پر خزانہ نازل نہ ہونے اور خدا کی جانب سے ان اعتراضات کا جو رد کیا گیا اس کو سورۃ الکہف کی آیت 110، سورۃ الاسراء کی آیات 91-90، 93، سورۃ ابراہیم آیات 10۔ 11، سورۃ الفرقان کی آیات 4، 7، 8، 9، 20، سورۃ الانعام کی آیات 7، 9، سورۃ المومنون کی آیات 33۔ 34، 47 اور سورۃ حمٓ کی آیات 6، 7 کے تحت موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے اُمی ہونے اور اُمیوں میں رسول ﷺ بھیجنے کی اللہ کی حکمت نیز آپ ﷺ کی بعثت کی بدولت عربوں کو حاصل ہونے والی عظمت و فضیلت پر، سورۃ الاعراف کی آیت 157، سورۃ العنکبوت کی آیت 48، سورۃ الجمعۃ کی آیت ۳ اور سورۃ الانبیاء کی آیت 107 سے استدلال کرتے ہوئے گفتگو کی گئی ہے ۔ آپ ﷺ کی داعیانہ و اخلاقی صفات میں سے آپ ﷺ کے عفو در گزر کو سورۃ الحجر کی آیت ۸۵، تواضع کو سورۃ الحجر کی آیت ۸۸، مومنوں کے ساتھ شفقت اور کفار کے ساتھ سختی کے پہلو کو سورۃ الفتح کی آیت ۲۹، قوم کی ہدایت پر آپ ﷺ کے حریص ہونے اور انکار و کفر کی صورت میں غمگین ہونے کو سورۃ التوبہ کی آیت ۱۲۸، سورۃ النحل کی آیت ۳۷، سورۃ المائدہ کی آیات ۴۱، ۶۸، سورۃ النمل کی آیت ۷۰، سورۃ الانعام کی آیت ۱۲۵، سورۃ فاطر کی آیت ۵، میدان جنگ میں آپ ﷺ کی شجاعت کو سورۃ آل عمران کی آیت ۱۵۳ اور آپ ﷺ کے نرم دل، نرم خو اور نرم مزاج ہونے کو سورۃ آل عمران کی آیت ۱۵۹ سے استدلال کرتے ہوئے موضوعِ بحث بنایا گیا ہے نیز

2۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول و دعوتہ فی القرآن (الریاض: دارالسلام، ۲۰۰۳ء) ص:۷

آپ ﷺ کی داعیانہ خصوصیات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھا کہ ان آیات پر غور فرمائیں کہ اللہ کی رحمت نے کس قدر رسول اللہ ﷺ کو ڈھانپا ہے۔ آپ ﷺ نرم دل، نرم خو اور نرم مزاج کے مالک ہیں اور یہ صفات ہر داعی کے لیے ضروری ہیں کیونکہ داعی نرم مزاجی، رقت طبیعت اور نرم خوئی کے بغیر لوگوں کے دلوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اُمت نبی کریم ﷺ کے گرد جمع نہ ہوتی اگر آپ ﷺ کی طبیعت میں سختی، اخلاق میں غفلت اور عادات میں بے ڈھنگا پن ہوتا۔[3]

فصل دوم میں رسالت کی ذمے داری اُٹھانے کے لیے آپ ﷺ کی تربیت، قرآن میں مذکور آپ ﷺ کے مختلف اسالیبِ دعوت، داعی کو اللہ کی تائید وحمایت حاصل ہونے جیسے اُمور پر بحث کی گئی ہے۔

منصبِ نبوت کی تربیت کے سلسلے میں خدا تعالیٰ کے حضور نبی اکرم ﷺ کو عبادت میں مصروف رہنے کا حکم دینے اور اس اذنِ الٰہی کے نتیجے میں آپ ﷺ کے عبادت، ذکر، تسبیح، استغفار کا غایت درجہ اہتمام کرنے اور ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنے اور کسی لمحے اس سے غافل نہ ہونے کو سورۃ النساء کی آیت 106، سورۃ المزمل کی آیت 8، سورۃ واقعہ کی آیت 95، سورۃ الحاقۃ کی آیات 51-52، سورۃ الطور کی آیت 49، سورۃ ق کی آیت 40، سورۃ الغافر کی آیت 55، سورۃ المزمل کی آیات 1-4، 20 اور سورۃ الانسان کی آیت 26 کے تحت موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔[4]

قرآن مجید نے نبی اکرم ﷺ کو موقع و محل کی مناسبت سے جو مختلف اسالیبِ دعوت اختیار کرنے کی تلقین کی ان میں سے حکمت، موعظت حسنہ اور بحث میں نرمی کو سورۃ النحل کی آیت ۱۲۵، قوم کے سامنے حق کی حقانیت اور باطل کے مٹ جانے کی حقیقت کو پیش کرنے کو سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۸۱، قرآن کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھامنے اور اس پر استقامت کو سورۃ الشوریٰ کی آیت ۱۵، مشرکین کے الزامات و اعتراضات کو نظر انداز کرنے اور ان سے منہ پھیرنے کو سورۃ الحجر کی آیت ۹۴ اور کلمۂ حق کی بلندی کے لیے جہاد بالسیف کے اپنانے کو سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۹۳ سے استدلال کرتے ہوئے موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔[5]

نبی و داعی کو اللہ کی مدد و تائید حاصل ہونے کے بارے میں لکھا کہ آیات بینات ہمیں بتاتی ہیں کہ اللہ نے

3۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:49

4۔ ایضاً، ص:54-۵۶

5۔ ایضاً، ص:۶۱-۶۴

ہجرت مدینہ اور متعدد مواقع پر آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ جس طرح اللہ اپنی دعوت کے سلسلے میں دھوکہ دینے والے انسانوں سے نبی کو محفوظ رکھتا ہے اسی طرح شیطان کی کید سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو شیطان کی چالوں سے محفوظ رکھنے کا ایک واقعہ وہ ہے جسے سورۃ عبس کی آیات ۱۔۲ بیان کرتی ہیں اور یہ ولید بن مغیرہ اور دیگر اکابرِ قریش کو دعوتِ دین دیتے وقت، دعوتِ حق کی کامیابی کے پیشِ نظر وقتی طور پر نابینا و مفلس صحابی ابنِ مکتوم کا نظر انداز کرنے کو اقعہ ہے مگر اسی وقت اللہ نے وحی بھیجی اور متنبہ کیا کہ اللہ کے ہاں قدر و منزلت کی چیزیں حسب و نسب، رتبہ و سرداری نہیں بلکہ تقویٰ و پرہیز گاری ہے لہٰذا برگزیدہ مفلس صحابہ کو اپنی مجلس سے اٹھانے سے گریز کریں۔ اس طرح اللہ نے دعوت کو اس کے عالی شان اقدار اور دقیق پیمانے لوٹا دیے اور شیطان کی چال کو دفع کر دیا جو اس نے اُس موقع پر چلنا چاہی۔[6]

فصل سوم میں قرآن مجید کی عظمت و فضیلت، رسول اللہ ﷺ کے دعوت و تبلیغ کے فریضے کو ادا کر دینے، آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو دیگر ادیان کے لیے ناسخ ہونے کو موضوعِ گفتگو بنایا گیا ہے۔

قرآن مجید کی عظمت و فضیلت اور اس کے کلامِ الٰہی ہونے کو سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۱۹، سورۃ الشوریٰ کی آیت ۷، سورۃ الفرقان کی آیت ۱، سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۵۲، سورۃ الحجر کی آیت ۸۷ اور سورۃ الزمر کی آیت ۳۱ کے تحت موضوعِ بحث بناتے ہوئے لکھا کہ یہ آسمانی پیغام اور رسالت ہے جس کو اللہ نے محمد بن عبد اللہ کے قلبِ اطہر پر نازل فرمایا تا کہ وہ تبشیر و انذار کا فریضہ سر انجام دے سکیں اور رب کے راستے کی طرف بلا سکیں۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والے ذکرِ حکیم کی آیات در حقیقت خالص وحیِ ربانی ہیں، بشری فصاحت و بلاغت نہیں جو کسی عظیم شخصیت میں جلوہ گر ہوں جیسا قومی مذہب والے کہتے ہیں۔ قرآن کریم رب العالمین کی تمثیل ہے اور بہت سی آیات میں اس کا تذکرہ ہے جیسے سورۃ الحاقۃ کی آیات ۴۰۔۴۳، سورۃ الواقعۃ کی آیات ۷۷۔۸۰، سورۃ الزمر کی آیت ۱۱ اور سورۃ فصلت کی آیت ۲ میں ہے۔[7]

آپ ﷺ کے دعوتِ دین کے فریضے کو پوری امانت و دیانت سے ادا کرنے، کفارِ مکہ کے آپ ﷺ کی دعوتِ دین پر ایمان نہ لانے پر آپ ﷺ کے غمگین و رنجیدہ ہونے پر اللہ تعالیٰ کے تسلی دینے اور کفارِ مکہ کے اسلام قبول نہ کرنے اور آپ ﷺ کے اپنے فریضۂ دعوت کو ادا کر دینے سے آگاہ کرنے کو سورہ المائدہ کی

6۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول و دعوتہ فی القرآن، ص:85-۹۰

7۔ ایضاً، ص:۱۰۳۔۱۱۳

آیت۹۹، سورۃ العنکبوت کی آیت۱۸، سورۃ الانعام کی آیت۱۰۷، سورۃالرعد کی آیت۴۰، سورۃ الشوریٰ کی آیت۴۸ کے تحت موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔[8]

آپ ﷺ کے دعوتی مشن کی اہمیت، ضخامت، کثیر الجہتی اور خصوصیات دائمیت، ابدیت، عالمگیریت، تمام انسانوں اور زمانوں کے لیے ہونے اور گزشتہ ادیان کے لیے ناسخ ہونے کو مختلف آیات کے تحت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ جس طرح آپ ﷺ کے ذمے بت پرستوں کو شرک کے اندھیروں اور جہالت کی گھاٹیوں سے نکالنا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ذمہ داری تھی کہ اہل کتاب کے سامنے صافی اور خالص دینِ الٰہی پیش کریں تاکہ ان پر حجت قائم ہو اور حق سے انحراف کے سلسلے میں ان کے پاس کوئی معقول عذر نہ رہے چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ پر لازم ٹھہرایا کہ مکمل صراحت اور وضاحت کے ساتھ میں وارد شدہ اس امر کا اعلان فرمادیں کہ یہ دین جدید، اللہ کے دین واحد کی آخری صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سابقہ ادیان کے لیے ناسخ اور تمام جہانوں کے لیے ہے۔ قرآن مجید میں اس مفہوم کی بہت سی آیات ہیں۔ ان میں سورۃ السبا کی آیت ۲۸، سورۃ الحج کی آیت ۲۶، سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۸اور سورۃالرعد کی آیت۴۹ نمایاں ہیں۔[9]

فصل چہارم میں کفار مکہ کے قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر اعتراضات اور ان اعتراضات کے جواب میں خدا کی جانب سے کفار کو دیے گئے تحدیات، اہل کتاب کے دعوت اسلام کے بارے میں مختلف طرزِ عمل، منافقین کے طرزِ عمل اور مسلمانوں کے حضور ﷺ کے ساتھ تعلقات جیسے امور کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

کفار کے قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے پر اعتراضات اور ان کے اعتراضات کے جواب میں خدا کی طرف سے کفار کو جو تحدیات دیے گئے ان کو مختلف آیات کے تحت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ قرآن کا اعجاز صرف تعبیر اور معانی کا اعجاز نہیں جس نے جن وانس کو اس کی مثل لانے سے عاجز کیا بلکہ یہ منہج کا اعجاز بھی ہے اور کوئی بھی ایسا کامل اور تمام پہلوؤں کو محیط منہج پیش نہ کر سکا۔[10]

رسول اور اہلِ کتاب کے ضمن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی بشارت دینے کو سورۃ الصف کی آیت ۶، میثاقِ انبیا کو سورۃ آلِ عمران کی آیت ۸۱، تورات وانجیل میں نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں

8۔ ایضاً، ص:114-124

9۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۱۲۶۔۱۸۰

10۔ ایضاً، ص:۱۴۳۔158

کے اوصاف کے مذکور ہونے کو سورۃ الفتح کی آیات ۲۸۔ ۲۹، یہودیوں کی ہٹ دھرمی، جھوٹے دعووں، انبیا کی تکذیب اور قتل کو سورۃ المائدہ کی آیات ۱۵۔۱۶، سورۃ آلِ عمران کی آیات ۱۸۳۔۱۸۴ اور یہودیوں کے کتمانِ حق کو سورۃ البقرۃ کی آیات ۱۴۶۔۱۴۷ سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

اہلِ کتاب کی ضد اور ہٹ دھرمی کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ آنحضرت ﷺ اہل کتاب کو بار بار دعوتِ دین دیتے اور ان کے سامنے متنوع براہین اور حجتیں پیش کرتے اور انہیں مضبوط اور پختہ حکمت بھرے اسالیب سے لاجواب کرتے مگر ان سب کے باجود نہ ان کے قلوب میں اسلام کے لیے کوئی میلان پیدا ہوا اور نہ ہی بشاشت و استجابت کی کیفیت پیدا ہوئی چنانچہ آپ ﷺ کے فرائض منصبی کی وضاحت اور اس ذمے داری کی حدود کا تعین اور اہل کتاب کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ﴾[11]

"(اے نبی ﷺ!) بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور آپ سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہو گا"

اور آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اہلِ کتاب کے بہانوں اور سازشوں سے متاثر نہ ہوں اور ان کے ایمان کی امید نہ رکھیں۔[12]

اس کے بعد فصل میں ہجرتِ مدینہ سے لے کر مسجدِ ضرار کے منہدم ہونے تک منافقین کے کردار اور سازشوں، حضور ﷺ اور مسلمانوں کے تعلقات، آدابِ مجلس نبوی ﷺ، رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور نافرمانی کی جزا و سزا کو مختلف آیات کے تحت موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔[13]

منہج و اسلوب:

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے حتی الوسع آیاتِ قرآنیہ پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی کتاب کو مرتب و مدوّن کیا ہے اور دوسرے ماخذات سے بہت کم استفادہ کیا ہے جیسا کہ اُنھوں نے لکھا کہ میری اس کاوش میں قرآن کے علاوہ کوئی مصدر نہیں۔ میں اس کے صفحات کو ایک ایک کر کے پلٹتا اور آنحضرت ﷺ کی شخصیت و دعوت سے متعلق آیات

11۔ البقرہ:۱۱۹

12۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۱۷۶

13۔ ایضاً، ص:۱۷۹۔۲۲۰

نکالتا، انھیں جمع کرتا اور موضوعات کے حساب سے ان کی اصناف بناتا پھر اس کے ہر ہر گوشے پر سیر حاصل بحث کرنے کے لیے خطہ تیار کرتا۔ جس میں ان آیات بینات سے ملنے والے اشارے بتاتا اور اس باکمال شخصیت کے مختلف گوشوں کے جو نشان ملتے ان کی طرف توجہ دلاتا البتہ کچھ مقامات پر مجھے قدیم و جدید کتب تفاسیر سے مدد لینا پڑی جن میں ان آیات کے پس منظر، اسباب نزول، معنی و مفہوم اور مقصد سے بحث ہوئی تھی۔[14] دعوتِ نبوی ﷺ کے بیان میں ڈاکٹر محمد علی ہاشمی کا انداز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت و شخصیت کے کسی بھی پہلو کی مختصر اہمیت بیان کرتے ہیں پھر اس پہلو سے متعلقہ آیات قرآنیہ نقل کرتے ہیں اور خود سے ان آیات کی مختصر تشریح و توضیح کرتے ہیں اور دوسرے مآخذ سے بہت کم استفادہ کرتے ہیں البتہ کسی آیت میں کوئی واقعہ مذکور ہو تو اس کو تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔ جیسے ﴿اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ۔۔۔﴾[15] کے بارے میں لکھا۔ یہ آیت جنگ کے موقع پر پیش آنے والے سخت واقعہ کو بیان کر رہی ہے۔ جس وقت غزوۂ اُحد میں مسلمانوں پر مصیبت کی چکی آگھومی اور ان کے قدم اس طرح سے اُکھڑے کہ وہ کسی بات کا خیال کیے بغیر بھاگ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ تنہا چند جانثاروں کے ہمراہ میدان جنگ میں ڈٹ گئے۔ سپاہیوں کو پکارتے رہے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔[16] تاہم دعوتِ نبوی ﷺ کو پیش کرنے میں ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے جس منہج و اسلوب کو اپنایا ہے اس کا جائزہ درج ذیل ہے:

قرآن سے بطور ماخذ اول استدلال و استشہاد کرنا:

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے دعوتِ نبوی ﷺ کے بیان میں قرآن کو بنیاد بناتے ہوئے اس سے بطور ماخذ اول استدلال و استشہاد کیا ہے اور اس میں مذکور معلومات کو دلیلِ مقدم کے طور پر نقل کیا ہے جیسا کہ اس مثال میں ہے:

نبی اکرم ﷺ کی داعیانہ و اخلاقی صفات میں سے اپنی قوم مکہ کے دعوتِ حق کے قبول کرنے کے شدید خواہش مند ہونے اور دعوتِ حق سے انکار کی صورت میں عذابِ الٰہی کا مستحق ہونے پر نہایت رنجیدہ و غم زدہ ہونے اور مومنوں پر نہایت شفیق و مہربان ہونے پر ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

14۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۶۔۷

15۔ آل عمران:153

16۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:43

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[17] "بے شک تشریف لائے تمھارے پاس ایک برگزیدہ رسول جو تم میں سے ہیں، گراں گزرتا ہے ان پر تمھارا مشقت میں پڑنا، بہت ہی خواہش مند ہیں تمھاری بھلائی کے، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی اور رحم فرمانے والے ہیں" سے استدلال کرتے ہوئے لکھا کہ یہ آیت اس رحمت و مہربانی اور حسن سلوک کی بڑی واضح تصویر پیش کر رہی ہے جو آپ ﷺ کی عادت وطبیعت بنادی گئی تھی۔ جس کی بناء پر آپ ﷺ اہل ایمان کے مصالح پر حریص تھے اور ان کی تکلیف سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی اور آپ ﷺ ان کی تکالیف دور کرنے کے سلسلے میں تگ و دو کر کے خود مشقت اٹھاتے تھے۔[18]

آیاتِ سیرت کی وضاحت دیگر آیاتِ سیرت سے:

دورانِ تصنیف بعض مقامات پر آیاتِ سیرت کی توضیح و تشریح کے لیے دیگر آیاتِ سیرت سے مدد لی ہے جیسا کہ اس مثال سے واضح ہوتا ہے:

کفارِ مکہ نے نبی اکرم ﷺ کے بشر ہونے اور مختلف بشری حاجات کے لاحق ہونے پر جو مختلف اعتراضات وارد کر کے آپ ﷺ کی پیغمبرانہ حیثیت کا انکار کیا اس کے بارے میں سورۃ الفرقان کی آیات ﴿وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ۔۔۔۔۔۔۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا﴾[19] نقل کیں اور لکھا کہ کفار کے ان اعتراضات کی وضاحت دوسری بہت سی آیات کرتی ہیں۔ ان میں سورۃ الاسرا کی آیت ۹۴، سورۃ المومنون کی آیت ۴۷، سورۃ الفرقان کی آیت ۲۰ اور سورۃ الرعد کی آیت ۳۸ نمایاں ہیں۔[20]

آیات وواقعات کی تفصیل و توضیح کے لیے کتبِ تفسیر بالماثور کی طرف مراجعت:

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے دعوتِ نبوی ﷺ کو بیان کرتے ہوئے چند مقامات پر آیاتِ وواقعات کی تفصیل و توضیح کے لیے کتبِ تفسیر بالماثور کی طرف بھی مراجعت کی ہے جس کا مشاہدہ اس مثال میں کیا جا سکتا ہے:

---

[17]۔التوبہ:۱۲۸

[18]۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۴۲

[19]۔ الفرقان:۷۔۹

[20]۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۲۶

نبی اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعثت رسل کی کڑی ہونے اور حضرت آدم علیہ السلام سے نبی اکرم ﷺ تک تمام انبیا کے ایک ہی دین (دینِ واحد) کی دعوت دینے، تورات و انجیل میں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی بشارتوں کے موجود ہونے اور یہود و نصاریٰ کے اس سے آگاہ ہونے نیز ہر نبی کے اپنے پیروکاروں سے ان کے دور میں نبی آخر الزمان کے مبعوث ہونے کی صورت میں ان پر ایمان لانے کا وعدہ لینے کے بارے میں سورۃ آل عمران کی آیت "وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّنَ۔۔۔"[21] "جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیا سے پختہ عہد۔۔۔" نقل کی اور اس کی وضاحت تفسیر ابنِ کثیر میں مذکور حضرت ابنِ عباس سے مروی درج ذیل روایت سے کی ہے:

"ما بعث الله نبیا إلّا أخذ علیه المیثاق: لئن بعث الله محمدا و ہو حي لیومنن به و لینصرنه و أمره أن یأخذ المیثاق علی أُمته: لئن بعث محمد و ہم أحیاء لیومنن به و لینصرنه "[22]

"اللہ نے جتنے انبیاء بھیجے ان میں سے ہر ایک سے عہد لیا کہ اگر ان کے ہوتے ہوئے حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ ضرور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے اور انبیاء کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی اُمتوں سے اس بات پر عہد لیں کہ اگر ان کے ہوتے ہوئے حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں گے اور اُن کی مدد کریں گے۔

حدیث سے استفادے کو ناگزیر جاننا:

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے جہاں قرآن کی بنیاد پر دعوت نبوی ﷺ کو پیش کیا ہے وہیں حدیث سے استفادے کو بھی ناگزیر جانا ہے اور متعدد مقامات پر مختلف احادیث مبارکہ سے استفادہ کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے خلوص اور کثرت سے عبادت کرنے کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی درج ذیل حدیث مبارک نقل کی ہے:

قام النبی صلی الله علیه وسلم حَتّٰی تورَّمَتْ قد ماه فَقِیْلَ له: غفرالله لک ما تقدم من ذنبک و مَا تاخر قال: ((افلا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُورًا؟[23]

---

21 ۔ آلِ عمران:۸۱

22۔ ابن کثیر، عمر بن اسماعیل، امام، تفسیر القرآن العظیم، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن) ص:272/4

23۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح، المسند المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ، کتاب المغازی، باب: غزوہ بدر، (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، رقم الحدیث:4836

"نبی کریم ﷺ ساری ساری رات قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ اس قدر تکلیف کیوں کرتے ہیں خدا نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟"

رسول اللہ کی صفتِ مبارکہ رحمۃ اللعالمین کو بیان کرتے ہوئے سورۃ العنکبوت کی آیت ۵۱ اور سورۃ القصص کی آیت ۸۶ نقل کیں اور ان کی وضاحت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی درج ذیل حدیثِ مبارکہ سے کی ہے:

قيل: يارسول الله، أُدْعُ على المشركين، قال: إنى لم أبعث لَعَانًا، و إنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً[24]

"رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کہا کہ یارسول اللہ مشرکین کے خلاف بددعا فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا نہیں بلکہ میں تو رحمت کے طور پر بھیجا گیا ہوں۔"

کتبِ احکام القرآن سے معاونت لینا:

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے دورانِ تصنیف کتبِ احکام القرآن سے بھی معاونت لی ہے اس کا مشاہدہ اس مثال میں کیا جا سکتا ہے:

مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کے ادب و احترام، آپ ﷺ سے معاملات اور گفتگو کرنے کے بارے میں جو تعلیم دی گئی اس کے بارے میں سورۃ الحجرات کی آیت ۲ نقل کی اور اس کی وضاحت کے ضمن میں امام قرطبی سے مروی درج ذیل تفسیر سے معاونت لی ہے:

"و في ہذا دليل على أنہم لم ينہوا عن الجهر مطلقا حتّٰى لا يسوغ لہم إلا ان يكلموه بالہمس والمخافته، و إنما نہوا عن جهر مخصوص مقيد بصفة، أعني الجہر المنعوت بمماثلة ماقد اعتاده منہم فيہا بينہم، و ہو الخلو من مراعاة أبہة النبوة، و جلالة مقدارہا وانحطاط سائر الرتب و إن جلت عن رتبتہا۔"[25]

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ مطلق جہر سے صحابہ کو منع نہیں کیا گیا اور نہ ہی یہ مناسب تھا کہ صحابہ آپ ﷺ سے بالکل آزدانہ اور آہستہ آہستہ آواز میں بات کرتے، ہاں ایسے جہر سے منع کیے گئے جس جہر کے ساتھ آپس میں

24۔ مسلم بن حجاج القشیری، امام، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب: النہی عن رعن الدواب، (الریاض: دارالسلام، ۲۰۰۰ء)، رقم الحدیث:3225

25۔ القرطبی، محمد بن عبد اللہ، امام، جامع لاحکام القرآن، (القاہرہ: دارالکتب المصریۃ، ۱۳۸۴ھ ۱۹۶۴ء) ص:308/16

ایک دوسرے کو پکارا جاتا ہے۔ جس میں آداب نبوت کی اور اس کی جلالت کی رعایت نہیں ہوتی کیونکہ دنیا کے سارے مرتبے نبوت کے مرتبے سے فروتر ہیں۔

تنقیدی مطالعہ:

"**شخصیہ الرسول و دعوتہ فی القرآن**" عربی زبان میں لکھی گئی روایتی سیرت کی کتابوں یا یورپی زبانوں میں، سوانح نگاری کے انداز میں لکھی گئی کتابوں کی مانند نہیں بلکہ موضوعاتی طرز پر مرتب کی گئی ہے اور ان آیات کا احاطہ کیا گیا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی شخصیت اور دعوتِ حق کے بیان پر مشتمل ہیں جیسا کہ ڈاکٹر محمد علی ہاشمی لکھتے ہیں:

"لاأبغي أن أكتب سيرة للرسول الكريم على طريقة السيرة العربية، ولا ترجمة له على نهج الترجمات فى اللغات الأوروبية لأنني حصرت البحث فى الآيات الكريمة التي تتحدث عن الرسول الكريم ودعوته 'وهذه الآيات لاتتناول تفاصيل حياة الرسول التي لا بدمنها لكتابة السيرة أوالترجمة "[26]

میرا عربی کی کتبِ سیرت کی مانند آپ ﷺ کی سیرت لکھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی یورپی زبانوں میں لکھی گئی سوانح نگاری کی نہج پر آپ ﷺ کی سوانح لکھنے کا تھا کیونکہ میں صرف ان آیات کا احاطہ کرنا چاہتا تھا جو رسولِ کریم ﷺ کی شخصیت اور دعوت کے بارے میں گفتگو کرتی ہیں اور یہ آیات حیاتِ رسول ﷺ کی تفصیل پر مشتمل نہیں جو کہ سیرت اور سوانح نگاری کی کتابوں کے لیے ضروری ہیں۔

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے نہایت محققانہ و مدلل انداز میں آپ ﷺ کی شخصیت اور دعوتِ دین کو پیش کیا ہے اور جس پہلو کو موضوعِ بحث بنایا ہے اس کے حوالے سے تمام آیات ایک جگہ نقل کرنے کی کوشش کی ہے جیسے صفحہ ۱۶۔۱۷ پر کفار مکہ کے تصور کہ رسول پیغمبر نہیں ہوتا کہ رد پر مشتمل ساری آیات ایک جگہ نقل کر دی ہیں۔[27] کسی ایک موضوع سے متعلقہ آیات ایک جگہ ہونے سے قاری کو نہ صرف کسی موضوع کے متعلق قرآنی نقطہ نظر جاننے میں سہولت اور آسانی ہوتی ہے بلکہ یہ وقت کی بچت کا بھی ذریعہ ہے۔

کتاب کی ایک نمایاں خاصیت یہ ہے کہ اس میں دعوتِ نبوی ﷺ کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دور جدید و قدیم کے الحادی ذہنیت کے شکوک و شبہات کا احاطہ کر کے آیاتِ قرآنیہ کی دلالت سے ان کا رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسے کفارِ مکہ کے رسول کے انسان نہ ہونے کے تصور کے رد پر مشتمل آیاتِ قرآنیہ نقل کرتے

26۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۶

27۔ القرطبی، محمد بن عبد اللہ، امام، جامع لاحکام القرآن، ص:۱۶۔۱۷

ہوئے ڈاکٹر محمد علی ہاشمی رقم طراز ہیں:

”هذه هي شبهة الكفار المكذبين على عهد الرسول وشبهة أمثالهم في القرون الأولى ، وهي شبهة واحدة ، تنبع عندالكفار جميعا في كل زمان و مكان من تدني نظرتهم للإنسان ،إذيرونه أقل من أن يخصه الله بهذا الشرف العظيم “[28]

عہد رسالت کے کفار مکذبین کا یہ شبہ قرون اولی کے لوگوں کے شبے کی مثل تھا اور یہ ایک ہی شبہ ہے جو ہر زمان و مکان کے کفار کے ذہن میں کھٹکتا رہا ہے۔ ان کی نظر میں انسان کم تر حیثیت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے وہ انسان کو اس اہل نہیں سمجھتے تھے کہ خدا اسے شرف عظیم کے ساتھ مختص کرے۔

اسی طرح جدید عصری شبہات کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ اس زمانے میں بعض لوگ ایک دوسرا شبہہ اٹھاتے ہیں جو پہلے والے شبہہ سے کم فضول نہیں ہے۔ وہ شبہ یہ ہے کہ رسول بشر اور مادی طبیعت کا مالک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے مثل کوئی نہیں ہے۔ اس وجہ سے اللہ اور رسول کے درمیان ربط ممکن نہیں۔ اس قسم کا دعویٰ کوئی عقل مند نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ انسانی خصائص نئے سے نئے انکشاف کو قبول کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ جس نے انسان کو تخلیق کیا ہے ایسی بات پر قدرت رکھتا ہے کہ انسان کو ایسی اتصال کی کیفیت عطا کرے اور اس پر رسالت کا بوجھ ڈال کر اس کو لوگوں کی جانب مبعوث کرے تاکہ وہ اللہ کے امر کو لوگوں تک پہنچائے۔ یہ بات ہر اس شخص کی عقل میں آنے والی ہے جس کو اپنی حد معلوم ہو اور اس پر غرور، ضلال اور کم عقلی سوار نہ ہو۔[29]

کتاب میں جہاں قرآن کی بنیاد پر آپ ﷺ کی شخصیت و دعوت کو بیان کیا گیا ہے وہیں دعوتِ نبوی ﷺ کے پیش کرنے میں کتبِ تفسیر، کتبِ حدیث اور کتبِ احکام القرآن سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو کہ کتاب میں وسعت و جامعیت کا باعث ہے۔

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی کے اندازِ بیان کی ایک نمایاں بات ان کا تجزیاتی انداز ہے جس کے تحت وہ آیاتِ قرآنیہ میں مذکور حقائق کا تجزیہ کرتے ہوئے بات کو قابلِ تفہیم بناتے ہیں جیسے آیاتِ قرآنیہ میں مذکور کفارِ مکہ کے رسول کے بارے میں انسان سے بالاتر ہستی کے تصور کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

28۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۱۴

29۔ ایضاً، ص:۲۰۔۲۱

" إنهم ينتظرون أن يرسل الله ملكا او خلقا آخرأ على رتبة من الإنسان عندالله، غير ناظرين إلى تكريم الله لهذا المخلوق، ومن تكريمه أن يكون أهلا لحمل رسالته ، وأن يختار من بين أفراده من يتصل بالله هذا الاتصال الخاص ، "[30]

کفار کا یہ انتظار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو بھیجے یا انسان سے زیادہ اعلیٰ مرتبے والی کسی مخلوق کو بھیجے۔ اس وجہ سے تھا کہ ان کفار کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس مخلوق کی اللہ کے ہاں کیا تکریم ہے اور اسی تکریم کی وجہ سے (اللہ) نے انسان کو رسالت کا بوجھ اٹھانے کا اہل بنایا تھا اور انسانوں میں ہی سے اللہ نے ایسے لوگ چنے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص طریقہ یعنی وحی کے ذریعے اتصال رکھتے تھے۔

اسی طرح عربوں کو آپ ﷺ کی بعثت عظیم کی وجہ سے جو فضیلت حاصل ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وكانت بعثته فيهم النعمة العظمى للعرب الّذين لم يكونُوْا شيئًا مذكورا في التاريخ، فأصبحوا كل شي، ولم يكن لديهم ما يقد مونه للإنسانية فتعرفهم الإنسانية، فأصبحوا بنعمة الإسلام خير أُمّةٍ أُخرجت للناس، تحمل للإنسانية أشرف رسالة، و أكمل تشريع، وأزهر حضارة۔"[31]

آپ ﷺ کی بعثت ان عربوں کے لیے نعمت عظمیٰ تھی۔ جن کا تاریخ میں کوئی تذکرہ نہ تھا۔ (پس آپ ﷺ کی بعثت سے) ہر طرف ان کا چرچا ہوا۔ ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے وہ ہدایت کے لیے دنیا کے سامنے پیش کرتے اور انسانیت انھیں پہچان لیتی مگر اسلام کی نعمت سے وہ بہترین اُمت بن گئے جو لوگوں کے لیے نکالے گئے اور انسانیت کے لیے سب سے زیادہ ذی شان، کامل تشریع اور بہترین تمدن کے حامل بن گئے۔

درج بالا بیان اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت عربوں کی زندگی میں ایک نئے سفر کا نقطہ آغاز ثابت ہوئی اور عرب پہلی مرتبہ اسلام میں ایک قوی و غالب اُمت کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ جن کو اس قولِ ربّی ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾[32] "(اے مسلمانو!) تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو" کے مطابق لوگوں کے لیے نکالا گیا تاکہ بشریت کی طرف آخری پیغامِ الٰہی پہنچا دے اور اسے کائنات، زندگی اور انسان کے بارے میں صحیح تصور سے آشنا کرے اور وحدت کبریٰ کے حامل دین کا اعلان کرے۔ جس میں زندگی کے ہر گوشے کے بارے میں ہدایت موجود ہے۔

30۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول و دعوتہ فی القرآن، ص:۱۲

31۔ ایضاً، ص:29

32۔ آل عمران:110

کتاب کی ایک نمایاں خاصیت ڈاکٹر محمد علی ہاشمی کا آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے تقابلی و تنقیدی انداز میں دینِ حق کی برتری و فضیلت کو دوسرے نظاموں پر ثابت کرنا ہے۔ اس کی نمایاں مثال ہم صفحہ ۱۳۹ پر دیکھ سکتے ہیں جہاں آپ ﷺ کے دعوتی منہج کی سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کے مقابلے میں برتری کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"إن هذا المنهج الرباني الخالد ، ألذي اوحاه الله لنبيه محمد ﷺ كان رحمة كبيرة للإنسان يوم أنزله الله، وما يزال ، وسيبقى المنهج الأكمل الذي يحقق للإنسان التوازن فى حياته الروحية والمادية ،كما يحقق للمجتمعات التكافل والأمن والاستقرار، بما كفل للفرد من حقوق تنأى به عن الثورة والتمرد ،وما فرض عليه من واحبات تحدمن عسفه وطغيانه كما هوا الحال فى المجتمعات الرأسمالية، وبما زودبه الجماعة من توصيات تعصمها من صهرالفردو سحق كرامته على النحو الذي نراه فى المجتمعات الشيوعية والا شتراكية ۔"[33]

یہ تابندہ ربانی منہج جو اللہ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا۔ وقت نزول سے لے کر تا قیامت انسان کے لیے بڑی رحمت بن کر آیا اور ہمیشہ ایک ایسے کامل منہج کی حیثیت سے باقی رہے گا۔ جو لوگوں کو ان کی روحانی و مادی زندگی میں توازن عطا کرتا ہے اور معاشرے کو تکافل، امن اور استقرار بخشتا ہے۔ فرد کے ایسے حقوق کی کفالت کر کے جو اسے سرکشی اور انارکی سے دور لے جاتے ہیں اور ان پر ایسے واجبات فرض کرتا ہے۔ جو انسان کو ظلم و سرکشی سے روکتے ہیں جیسے سرمایہ دارانہ نظاموں میں ان اُمور (ظلم و سرکشی کی وجہ سے) بُرا حال ہے اور یہ معاشرے کے لیے ایسے احکامات جاری کرتا ہے جو اسے فرد کی انفرادیت کو کچلنے اور اس کے استحصال سے روکتے ہیں جس (فرد کی انفرادیت کو کچلنے) کا مشاہدہ سوشلزم اور اشتراکیت میں کیا جا سکتا ہے۔

درج بالا بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کا دعوتی منہج ابدی و دائمی ہے جو فرد اور معاشرہ دونوں کے حقوق و فرائض میں اعتدال پیدا کر کے معاشرے کو تکافل، امن اور سلامتی سے نوازتا ہے اور فرد کے استحصال کی بجائے اسے باوقار مخلوق کی حیثیت سے زندگی گزارنے کا حق ادا کرتا ہے۔

کتاب میں بعض مضامین کے حوالے سے تکرار پائی جاتی ہے جو کہ خواہ مخواہ طوالت کا باعث ہے جیسے فصل اول میں شخصیہ الرسول کے تحت کفار مکہ کے رسول کی بشریت پر اعتراضات کو مفصل زیر بحث لایا گیا ہے پھر ان اعتراضات پر دوبارہ سے فصل سوم میں "الرسول الموحی" کے تحت صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۸ پر اور فصل چہارم میں "الرسول والمشرکین" کے تحت ۱۴۳ سے ۱۴۵ پر طویل بحث کی گئی ہے۔

33۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۱۳۹

ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے بعض مقامات پر آیات کے متعلق لکھا کہ یہ فلاح وقت نازل ہوئیں لیکن اس سلسلے میں کوئی دلیل پیش نہیں کی جیسے سورہ الکھف کی آیت ۲۸ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وقد نزلت هذه الآية الكريمة فى فقراء المهاجرين كعمارو صهيب وبلال وعبدالله بن مسعود، ونحو هم ،لما أراد صنا ديد قريش من الكفار أن يطردهم النبي ويجا لسهم بدون حضور أولئک الفقرآء المومنين "[34]

یہ آیت فقراء، مہاجرین جیسے عمار، صہیب، بلال، عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس وقت نازل ہوئی جب کفار کے سرداروں نے چاہا کہ آپ ﷺ ان فقراء کو اپنی مجلس سے اٹھادیں اور ان فقراء کے بغیر سرداروں قریش کے ساتھ بیٹھیں۔

بعض مواقع پر انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے جس کی وجہ سے بعض اہم واقعات کی تفصیلات ضبط تحریر میں نہیں آسکی حالانکہ وہ واقعہ اس بات کا متقاضی تھا کہ اس کی تفصیلات قلمبند کی جاتیں جیسے صبر کے ضمن میں واقعہ طائف کو بیان کیا گیا ہے۔[35] لیکن اس واقعہ کو انتہائی مختصر صرف چار لائنوں میں بیان کیا گیا ہے حالانکہ صبر کے عنوان کے تحت یہ واقعہ اس بات کا متقاضی تھا کہ اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے صبر و تحمل کی ایک عظیم الشان مثال ہے۔ سخت تکالیف و مصائب اور دی جانے والی ایذا کے باوجود دشمن کے لیے دعا کرنے کی مثال تاریخ میں کوئی اور شخصیت پیش نہ کر سکی۔

کتاب میں جہاں بے جا اختصار کی وجہ سے بعض اہم واقعات کی تفصیلات قلمبند نہ ہو سکیں اور تشنگی کا باعث ہے وہیں بعض مقامات پر حد سے زیادہ تفصیل اور بلا ضرورت طوالت قاری کے لیے ابہام کا باعث ہے جیسے صفحہ ۱۳۴ پر "**الرسول المرسل رحمة للعالمین**" کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ اس عنوان کے تحت دو سے زائد صفحات کی تمہید قائم کی گئی ہے اس کے بعد گفتگو کا رُخ اصل موضوع کی طرف پھیرا گیا ہے حالانکہ بہتر یہ تھا کہ تمہید انتہائی مختصر انداز میں باندھی جاتی۔

کتاب میں بعض موضوعات پر تفصیلی گفتگو کے باوجود ان کے بعض اہم پہلوؤں کا مکمل احاطہ نہیں کیا جاسکا جیسے صفحہ ۱۵۹ پر "**الرسول واھل الکتاب**" کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ اس کے تحت ۲۰ صفحات پر مشتمل تفصیلی گفتگو کی گئی ہے لیکن پھر بھی اہل کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو مختلف معاملات پیش آئے جیسے عیسائیوں کے

34۔ الہاشمی، محمد علی، الدکتور، شخصیۃ الرسول ودعوتہ فی القرآن، ص:۶۵

35۔ ایضاً، ص:۶۹

دعوت اسلام کے بارے میں مختلف طرز عمل، یہودیوں کی آپ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور یہود کے ساتھ مختلف محاربات وغیرہ کا قرآن میں ذکر موجود ہونے کے باوجود ان کو بیان نہیں کیا گیا۔

نتیجہ بحث:

کتاب کے تجزیے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ چند ملاحظات کے باوجود "**شخصية الرسول ودعوته في القرآن**" موضوعی قرآنی سیرت نگاری کی بہترین کتاب ہے جس میں ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے کامیابی کے ساتھ اپنی بحث کو فصول پھر ان کو ذیلی مباحث میں منقسم کرکے آپ ﷺ کے دعوتی مشن کو قرآن کی بنیاد پر عمدہ انداز میں بیان کیا ہے اور اس ضمن میں آپ ﷺ اخلاقی و داعیانہ اوصاف کے مختلف اسالیب دعوت، داعی کو اللہ کی حمایت حاصل ہونے نبی اکرم ﷺ کی دعوت دین کے فریضہ کو ادا کر دینے، آپ ﷺ کی دعوت اور دین کے سابقہ ادیان کے لیے ناسخ ہونے، مسلمان، کفار، اہلِ کتاب اور مشرکین کے آپ کی دعوت کے بارے میں مختلف رویوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب زبان اور اسلوب بیان کے لحاظ سے بھی عمدہ ہے۔ یہ اُمت کے اجماعی مؤقف سے مطابقت رکھتی ہے اور اپنے دعوے قرآن کی بنیاد پر شخصیہ و دعوتِ نبوی کو پیش کرنے کی تکمیل کرتی ہے۔